سید اکرام الحق جاوید

''پیر'' عرفان کی تاریکی!

یہ حقیقت ناقابل تردید ہوگی کہ چودہ کروڑ کے اس ملک کی آدھی سے زائد آبادی کسی نہ کسی طرح پیری مریدی کے آسیب میں بری طرح جکڑی ہوئی ہے۔معدودے چند پیران عظام کو چھوڑ کر باقی سب ''رولا'' ہے۔پیری مریدی کا یہ خطرناک کھیل بھی برصغیر پاک و ہند کی سوغات ہے۔ورنہ عرب دنیا میں یہ ''دھندا'' نہیں ہوتا اور کتنی ہی بار اس نام پر اس وقت حرف آتا ہے جب یہ خبر پڑھنے کو ملتی ہے کہ پیر مریدنی کو لے بھاگا یا ایک جعلی پیر ''رنگے ہاتھوں'' پکڑا گیا۔وہ کہ جن میں کچھ غیرت ہوتی ہے ان کی آنکھیں ندامت سے جھک جاتی ہیں۔کسے معلوم کہ اس کا پیر کس کریکٹر کا ہے۔یہ تو ''واہ پیا جانیئے یا راہ پیا جانئے'' پتہ بعد میں لگتا ہے۔

پوری دنیا میں ڈاکٹروں، انجینئروں، اساتذہ، علماء، کمپیوٹر سائنسز سمیت ہر فن کے جاننے والے کے پاس کوئی نہ کوئی ڈگری ہوتی ہے، اس نے عمر کا ایک قیمتی حصہ کسی معروف ادارے سے تحصیل علم پر صرف کیا ہوتا ہے۔لیکن ''پیری'' ایک ایسا شعبہ ہے کہ جہاں ڈگری کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔نہ ڈگری، نہ سند، نہ عمر کی قید، نہ شکل وصورت پر پابندی، لباس تراش خراش اپنی اپنی، زبان، لہجہ اور طرز تکلم جیسا بھی ہو سب چل جاتا ہے۔پیر صاحب اچھا بول بول لیں تو ٹھیک ہے ورنہ بات بات پر گالیاں بھی دیں تو مرید پیر کی اس ادا کو بھی ''فیض'' سمجھتے ہیں۔

ہماری یہ کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ ہمارا پورا معاشرہ ان پیروں کی ''کرپشن'' کا شکار ہے۔پیروں کی آمدنی پر نہ حساب وکتاب، نہ ان پر انکم ٹیکس، نہ ویلتھ ٹیکس اور نہ جنرل سیلز ٹیکس لاگو اور نہ ہی کوئی گوشوارے داخل کرنے کی پابندی۔جتنی چاہیں ''نیاز'' لوٹیں جس طرح چاہیں تصرف میں لائیں۔جتنی کوٹھیاں چاہیں بنا لیں، جتنی پجارو چاہیں خریدیں، ہر طرف روحانیت ہی روحانیت ہے۔جس عورت پر چاہیں ''نظر کرم'' ڈال لیں، جس کو چاہیں من میں بسا لیں، حسن پر فریفتگی ان کا انداز، لوٹ مار ان کا شغل اور گھروں میں دیدہ دلیری سے داخل ہو کر عصمت

مآب ماؤں بہنوں سے ان کے رابطے اور جنسی تسکین کے تمام تر ساز وسامان ان کی مٹھی میں بند۔

جنوبی ایشیاء سے اٹھنے والا یہ طوفان اب یورپ اور مغربی ممالک تک پہنچ گیا ہے۔ با قاعدہ پیروں کے وزٹ ہوتے ہیں، شیڈول طے کئے جاتے ہیں، جو پروٹوکول ان کو میسر ہے اس سے بش، کوفی عنان اور ٹونی بلیئر تک محروم ہیں۔ آسمان اس وقت یقیناً لرزلرز جاتا ہوگا جب پیر کی آمد پر پورے کے پورے گاؤں، گھرانوں اور برادریوں کی عورتیں ''حوریں'' بن کر دیدہ و دل فرش راہ کر کے پیر صاحب کی جوگن بننے کی امیدوار ہوتی ہیں۔ مغل بادشاہ تو جو کرتے تھے وہ تو تاریخ کا حصہ بن گیا ہے لیکن آج کل کے یہ پیر اپنے عیش کدوں میں ان نعمتوں سے بھی مالا مال ہیں جن کا تصور مغل شہزادے بھی نہ کر سکے ہوں ۔

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ   کہ میں ہوں محرم راز درون میخانہ

اب ایسے پیروں سے قرآن وسنت کی تبلیغ چہ معنی دارد،

؎ ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہئے

یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں، یہ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں، نہ کوئی روک نہ کوئی ٹوک، مرید کی کیا مجال کہ وہ پیر کی بات کو غلط کہہ سکے یا برا مان جائے۔ پیر صاحب جو کہیں وہ ٹھیک ہے، جو سوچیں وہ درست ہے، جو کریں وہ حق ہے، ایسے پیر، جو عیش وعشرت کی خاطر اس حلیئے کو اپناتے ہیں وہ با قاعدہ اپنا ''انفارمیشن سیل'' بناتے ہیں۔ ان کے ''ہیڈ ورکرز'' ہوتے ہیں جو پیر صاحب کے ترانے گاتے ہیں، قصے سناتے ہیں، کرامات بیان کرتے ہیں، اور پیر صاحب کے وزٹ سے پہلے وہاں کی مٹی کو پانی دے کر ''نرم'' کرتے ہیں۔ بعض پیر حضرات نے اپنے اس شعبے میں ''لیڈی ورکرز'' کو بھی شامل کر رکھا ہے جو معقول مشاہرے پر خواتین کو ''مائل'' کرتی ہیں اور پھر پیر صاحب کی اس وقت تو موج ہو جاتی ہے جب انہیں ''بے اولاد'' خواتین سے واسطہ پڑتا ہے۔

میں تو چاہتا ہوں کہ کوئی مائی کا لال اٹھے اور میری ان باتوں کو چیلنج کرے میں جھوٹ بولوں تو وہ سچ بول کر دکھائے۔ میرے لکھے کو حرف غلط کی طرح مٹائے اور میرے دعوؤں کی تردید کرے، لیکن شومئی قسمت ایسا ہوگا نہیں.....سب لوگ نشے میں اس قدر مست ہیں کہ کسی کو کسی کا ہوش نہیں.....پیروں کو یہ بھی کھلی چھٹی ہے کہ وہ جیسا چاہیں اسلام پیش کر دیں۔ پیر کی ہر ادا، ہر جفا، دین ہوتی ہے۔ ''تصور شیخ'' کے حکم کے بعد مریدوں کی عقلوں کے تمام چراغ گل ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت مرشد کا تصور انہیں اللہ کے حاضر و ناظر ہونے سے مبرا کر دیتا ہے اور اتباع پیغمبرؐ سے بے نیاز.....مرشد خود بتاتے ہیں کہ اے مرید! تم یہی سوچو کہ ہم ہر وقت آپ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جس پر مرید یہ کہے بغیر نہیں رہتا :

ے میرا دین وی توں، ایمان وی توں

اور تو اور ''تیرے وچوں رب دسدا'' کا معاملہ بھی یہاں سے شروع ہوتا ہے اور پھر وہیں پر سانس توڑ دیتا ہے۔ مرشد کا حکم یہی ہوتا ہے کہ پیر ہر وقت حق کہتا ہے۔ سچ بولتا ہے اور پیر کی کسی بات میں شک کرنے والا اور اس پر اپنی عقل سے سوچنے والا ''سچا مرید'' نہیں رہتا۔ پیر پر شک کرنے والا مرید ہی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مرید کی حالت اس مرگی زدہ مریض کی ہو جاتی ہے کہ جس پر دورے پڑیں تو وہ اس کو پیر کی کرامات سمجھتا ہے۔ وہ اپنے پیر کی برائی دیکھتا ہے اور اسے اچھا قرار دیتا ہے۔ جب تک مرید کو اپنی نظر پر دھوکہ، اپنی سماعت میں خلل اور اپنی زبان پر بندش کے تالے لگانے نہیں آتے وہ ''پیر پرست'' نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ ''فیض'' کے باعث وہ ہر طرح کی اچھائی اور خوبی سے عاری ہو کر ''مرید خاص'' بن جاتا ہے۔ زمانہ اس کے پیر میں سو برائی دیکھے لیکن ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا دکھائی دیتا ہے۔

حالات یہاں تک خراب ہو چکے ہیں کہ یہ نام نہاد پیر رسول اللہ ﷺ پر بھی تنقید سے باز نہیں آتے۔ جس نبی کا کلمہ پڑھ کر وہ مسلمان اور پھر مسلمانوں کے پیر بنے ہیں ان میں انہیں خامی دکھائی دینے لگی ہے؟ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ خود اپنے نبی ﷺ پر زبان طعن دراز کرنے لگے ہیں؟ یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود۔

جہلم کا ایک نام نہاد بے دین، گمراہ اور گستاخ پیر جس کے والدین نے اس کا نام عرفان الحق رکھا ہے وہ قذافی سٹیڈیم لاہور میں لیکچر دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی شان میں اس انداز سے ہرزہ سرائی کرتا ہے کہ: ''کوئی علم بغیر طلب نہیں ہوتا، جب تک طلب موجود نہ ہو، آپ ایسی بستی میں جاتے ہیں جہاں لوگ آپ کی بات سننا نہیں چاہتے، ان کے اندر طلب موجود نہیں ہے، ایک رتی بھر اس کا فرق نہیں پڑے گا، اتنا سا بھی فرق نہیں پڑے گا، آپ دیکھتے ہیں کہ برصغیر میں کتنی تبلیغ ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کے دو ملک ایسے ہیں جہاں بہت تبلیغ ہوتی ہے۔ ہندوستان اور پاکستان .... کتنے پرسنٹ لوگوں پر کیا فرق پڑا ہے .... اپنے گریبانوں میں جھانکیں.... کتنے بڑے مجمعے ہوتے ہیں.... مگر معاشرے میں آپ جا کر دیکھیں ......معاشرے میں کسی دکاندار سے آپ کی ڈیل ہو..... مستری سے ہو.....مکینک سے ہو.....میسن سے ہو.... ترکھان سے ہو.....ٹیچر سے ہو.....منصف سے ہو.....بینک والے سے ہو.....کسی سے بھی آپ کی ڈیل ہو.....آپ کو پتہ لگے گا کہ آپ کے ساتھ وہ کیا کرتا ہے۔ یہ اس لئے کہ بغیر ڈیمانڈ کے تبلیغ ہو رہی ہے۔ اللہ کے رسول کو لوگ بلاتے تھے۔ آپ پوری طرح تحقیق کریں جہاں طائف بغیر بلائے گئے کس طرح

واپس آئے۔ پتہ ہے؟ آپ لہولہان واپس پلٹے ہیں۔ جہاں بلائے نہیں گئے وہاں سے....کبھی غور کیا ہے اس بات پر اور جہاں بلائے گئے آج بھی وہیں موجود ہیں۔ وجو بات کی روح ہے اس کو سمجھیں۔ تو کوئی اثر نہیں تبلیغ کا۔ جو بغیر ڈیمانڈ کے....بغیر طلب کے....کی جارہی ہے۔ ایک رتی بھر بھی نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے چہرے بدل جائیں....سر پر ٹوپی آجائے....چہرے پر داڑھی آجائے....شلوار آپ کی اونچی ہو جائے....اندر آپ کے تبدیلی نہیں آئے گی۔ اندر تبدیلی ڈیمانڈ سے آتی ہے۔ جب طلب ہوگی، یہ فقیروں کا کام ہے طلب، طلب پیدا کرتے ہیں اور تبدیلی کرتے ہیں۔ یہ پیراگراف اس آڈیو، ویڈیو کیسٹ کا ہے، جو اس قسم کی مزید خرافات سے آلودہ ہے۔

عرفان الحق نے 16 مارچ 2003ء کو یہ بکواس ''امت ماضی، حال اور مستقبل'' کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے کی۔ اب آپ ہی بتایئے کہ اس گستاخی پر امت کا کوئی ماضی حال اور مستقبل باقی رہا ہے؟؟؟؟ جو امتی اپنے رسول پر حرف گیری کرسکتا ہو، جو پیر اپنے سے بڑے اور پوری دنیا کے ''پیر'' تاجدار مدینہ پر انگلی اٹھاسکتا ہو تو پھر اس کو لا الہ الا اللہ پر بھی شہادت کی انگلی اٹھانے کا کوئی حق نہیں۔

یہ اگر ''عرفان'' ہے تو اس سے تو وہ اندھیرے ہی بہتر ہیں جو کم از کم مسافر کو مزید تباہی کے گڑھوں میں گرنے سے بچالیتے ہیں کہ مسافر اندھیرے میں اپنا سفر روک لیتا ہے۔ یہ اگر ''عرفان'' ہے تو پھر پستی اور کیا ہوگی؟ کہ ایک جاہل، گنوار اور بے عقیدہ شخص لوگوں کو برسرعام گمراہ کرے اور امت مسلمہ کو اپنے نبی اکرم ﷺ پر خاکم بدہن ناسمجھی اور بے عقلی کے ثبوت فراہم کرے۔

حیف ان سامعین پر جو یہ لیکچر تسلی سے سنتے رہے اور اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کی ''عقل سلیم'' پر کسی غیرت وحمیت نے دستک نہ دی۔ رسول ﷺ کے بارے میں یہ ایک بات جس دیدہ دلیری سے کہی گئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس طرح کی مزید باتیں اور شان اقدسؐ پر حملے معمول بن جائیں گے۔ کائنات کی ہر چیز حیرت واستعجاب سے یہ منظر دیکھ رہی ہوگی کہ یہ کیسا امتی ہے جو اپنے نبیؐ کی بات میں نہ صرف نقص گیری کررہا ہے بلکہ اپنے زعم میں نبی اکرمؐ کی ''غلطیوں'' پر خون کے آنسو رو رہا ہے۔ اور سینکڑوں ''غیرت مند'' یہ لب ولہجہ اور تقریر بغور سن رہے ہیں۔ جبکہ قرآن کہتا ہے کہ.....اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس سے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔'' (النساء: ٦٥)

اس وضاحت کے بعد عرفان الحق کی یہ لرزہ خیز دلیل کیا حیثیت رکھتی ہے؟ یہ ہیں وہ گستاخ رسولؐ جو پرامن معاشرے میں عقائد کا زہر گھولتے ہیں، یہ ہیں وہ قابل گرفت لوگ جو بستیوں اور شہروں کا امن داؤ پر لگاتے ہیں، یہ ہیں وہ جھوٹے پیر جو معصوم ذہنوں کو رسالت محمدیؐ کے خلاف بغاوت پر اکساتے ہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جو فوری سزا کے مستحق ہیں۔ ہاں اگر ان کی زبانیں بند نہ کی گئیں تو پھر کون ضمانت دے سکتا ہے کہ کل کلاں کوئی غیرت مند مسلمان اس کی زبان گنگ نہ کر دے؟ کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا..... محتاط الفاظ کو بروئے کار لاتے ہوئے حکومت، معاشرہ، علماء، پیران عظام اور دیگر اداروں کو مطلع کیا جا رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں زبان دراز کرنے والے بدبخت کی گندی زبان کو روکے کیونکہ یہی وہ لوگ ہوتے ہین جو راہبر کا روپ دھار کر راہزن بنتے ہیں اور عقائد کے قافلے لوٹتے ہیں۔ اس پر خاموشی کا مطلب ایسے بدبختوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔

اس ضمن میں مزید بہت کچھ کہا جا سکتا ہے...لکھا جا سکتا ہے.... بولا جا سکتا ہے....مگر ایک بہت بڑا خطرہ دور سے آتا بھی دکھائی دے رہا ہے۔ مسلمانوں کے تمام فرقے حرمت نبویؐ پر کٹ مرنے کو تیار ہیں اور قبائے اسلام کو چھیننے والے ہاتھوں کو توڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ تمام مسلمان اس مسئلے پر تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کی طرح متحد و متفق ہیں۔ ہم حکومتی کارپردازان کی توجہ اس معاملے کی نزاکت کی طرف مبذول کرا کے اپنا ''حق راہنمائی'' ادا کر رہے ہیں۔

مرید سادہ تو رو، رو کے ہو گیا تائب   اللہ کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

مجلس تطویر التعلیم العالی   HIGHER EDUCATION DEVELOPMENT SOCIETY

اہم اعلان

ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر پنجاب کی کسی بھی سرکاری یونیورسٹی میں مصروفِ تحقیق ''جماعتی احباب'' آگاہ ہوں کہ اگر وہ دوران تحقیق کسی قسم کے مالی مسائل سے دوچار ہیں تو درج ذیل ایڈریس پر بذریعہ خط رابطہ کریں۔

چیئرمین ھائر ایجوکیشن ڈویلپمنٹ سوسائٹی

معرفت: مرکز التربیۃ الاسلامیۃ، ۴۳۴۴، W بلاک گلستان کالونی فیصل آباد، پاکستان